سیاق قرآنی اور اسکے معانی پر اثرات ایک تحقیقی جائزہ

The Quranic context and its impacts on meanings

Mr. Nisar Mehmood
Lecturer Kohat University Of Science and Technology
nisarmehmood148@gmail.com
Dr. Tahira Batool
Lecturer Islamic Studies , KUST
Tahira.batool@kust.edu.pk

Abstract

In order to convey meanings and connotation to others, context is as important as words, because without context it is impossible or difficult to understand the words correctly. This academic work discusses Quranic context in detail how the context of the Quran influences the meaning and interpretation of verses. it further explains how the Quranic context helps to give preference to one of the various sayings of the commentators and defines a meaning by prioritizing one of the different readings.The method used for the research is descriptive and qualitative. The review of literature revealed that context of the Quran is most important, because misunderstanding of the context causes mistakes in tafsir. The study also found that Translation and commentary are often erroneous without understanding the context, which is why many great scholars consider it necessary and necessary to understand the Quranic context for commentary. This article seeks to clarify the importance of context and its significance in any word, especially in the Holy Quran and its effects on the meaning of the words, so that those who interpret and read the Quran may know to understand the Book of Allah, it is very important to understand its context. Otherwise, there is a strong possibility of error.The significant changes in the course contents would be helpful to make easy tafsir and commentaries of the Quranic verses. And it will save a reader from various mistakes during translation and tafsir.

Keywords: **Quranic context, impacts, meanings.**

تمام تعریفیں اس ذات عالی کے لئے جس نے انسان کو عقل دی، جو مختلف زبانوں کو مختلف سیاق وسباق میں سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سیاق کا کسی بھی کلام کو سمجھنے میں بڑا اہم کردار ہے، حتی کہ بہت بڑے بڑے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سیاق ہی کی بدولت بات سمجھ آتی ہے، لہذا جس طرح ہمارے آپس کی باتوں کو سمجھنے کے لئے اس کے سیاق کا سمجھنا ضروری ہے، اسی طرح کلام الہی اور قرآن کریم کو سمجھنے میں بھی اس کے سیاق کا صحیح ادراک کرنا ناگزیر ہے۔اس وجہ سے یہ تحقیقی مقالہ سیاق کے قرآن کریم کے معنی اور تفسیر پر اثر انداز ہونے والی مختلف صورتوں کو ذکر کرتا ہے۔ تاکہ اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

سیاق کی تعریف

ابن اثیر کہتے ہیں [1] کہ سیاق سواق سے ہے۔ لیکن سین کی حرکت کسرہ کی وجہ سے واو کو یا سے بدل دیا اور سیاق بن گیا۔ اور یہ ساق یسوق کے مصدر ہیں۔ ابن فارسؒ لکھتے ہیں "کہ سین واو، اور قاف ایک اصل ہے۔ اور وہ ہے, حذو الشئ " جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "ساقه يسوقه سوقا، والسَّيِّقة: ما استيق من الدواب، ويقال أيضا: سقت إلى امرأتي صداقها وأسقته" اور بازار کو سوق اس لئے کہتے ہیں کہ ,"لما ينساق اليه كل شئ،" کہ اس کی طرف ہر چیز کو کھینچا جاتا ہے اور لے جایا جاتا ہے

اسی طرح عام طور پر اردو میں اس کا مطلب رواں کرنا چلانا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آسان الفاظ میں یہ ربط، طرز، ڈھنگ، قرینہ، جیسے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور ذی مخشریؒ فرماتے ہیں کہ مجاز میں سے یہ ہے کہ "هو يسوق الحديث أحسن سياق،وإليك يساق الحديث، وهذا الكلام مساقه إلى كذا،وجئتك بالحديث على سوقه: على سرده"(2). اور سرد سے مراد کسی چیز کی تتابع اور پے درپے ہونے کو کہتے ہیں۔

معجم الوسیط میں لکھا ہے کہ سیاق الکلام، سے مراد تتابع اور اسلوب جس پر کلام چل رہا ہے۔

پس ان تمام تعریفات سے معلوم ہو رہا ہے کہ سیاق کا لفظ تتابع پے درپے، تسلسل، کے معنی میں اکثر استعمال ہوتا ہے ۔اسیطرح کہا جاتا ہے کہ "ولدت فلانة ثلاثة بنين على ساق واحدة"، أي بالاتصال والتسلسل" کہ فلاں نے ساق واحد کے ساتھ تین بچے دے دیئے۔یعنی متصل اور پے درپے۔

سیاق اصطلاحا

سیاق کی تعریف میں علماء اور باحثیں کا اختلاف رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ متقدمین علماء سے کہیں سیاق کی اصطلاحی تعریف منقول نہیں ہے۔ البتہ اس کی اہمیت اور اس کے بعض اثار کے بارے میں بتا چکے ہیں۔ اس لئے بعض علماء اور باحثین سیاق مقالی کے تو قائل ہیں لیکن سیاق حالی کے قائل نہیں ہے، جس کو سیاق لغوی بھی کہتے ہیں۔

عبد الحکیم قاسمؒ کہتے ہیں کے سیاق "تتابع الکلام و تساوقہ و تقاودہ" کو کہتے ہیں یعنی کلام کا پے در پے اور مسلسل ہونا، اور دلالت سیاق سے مراد "فہم النص بمراعاۃ ماقبلہ ومابعدہ" اور تفسیر میں دلالت سیاق سے مراد یہ ہے کہ آیت میں کسی لفظ یا جملہ کا اس کے ماقبل اور مابعد کا لحاظ کرتے ہوئے وضاحت اور معنی بیان کرے۔

سیاق کی عام طور پر دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

1: سیاق مقالی 2: سیاق حالی

سیاق مقالی:

سیاق مقالی کو عام طور پر ہم سیاق و سباق سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی جب کسی جگہ ہم کسی لفظ، جملہ کا معنی اس کے آگے اور پیچھے کے الفاظ کو دیکھ کر کرتے ہیں تو اس کو سیاق و سباق یا سیاق مقالی کہتے ہیں۔

سیاق حالی:

سیاق حالی کا آسان معنی "مقام" کا ہے۔ اور کسی نص کے ساتھ لگے ہوئے وہ احوال اور عوامل خارجیہ جس کا اس نص کے سمجھنے میں براہ راست اثر ہوتا ہے۔ مثلاً متکلم اور سننے والے کی حالت، اور وہ غرض جس کے لئے بولا جارہا ہے۔

سعید بن محمد شیرانیؒ کہتے ہیں، کے سیاق قرآنی وہ ہے جو عوامل داخلیہ یا خارجیہ کے ساتھ کسی نص کا احاطہ اس طریقے سے کرے کہ ان عوامل کا اس نص کے سمجھنے میں آگے یا پیچھے سے کوئی اثر ہو"[(3)]۔

اور فہد شتویؒ فرماتے ہیں کہ "سیاق سے مراد یہ ہے کہ وہ غرض جس کی وجہ سے کلام کا تسلسل ہے اور اس پر متکلم کے الفاظ اس کی حالت، احوال کلام، متکلم فیہ اور یا سامع کی حالت دلالت کرے۔"

پس مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ سیاق معنی کی ادئیگی کے لئے مفردات، جملوں، اور تراکیب کا پے در پے اور ایک دوسرے سے مربوط ہونے کو کہتے ہیں۔ اور دلالت سیاق قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ مفردات، جملوں، کلمات اور قرآنی تراکیب، کے تسلسل کا لحاظ کرتے ہوئے معنی بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

سیاق کی اہمیت

سیاق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سیاق کے بغیر یا تو کوئی بات بالکل سمجھ ہی نہیں آتی یا اگر تھوڑی سمجھ آجاتی ہے پھر بھی متکلم کی غرض اور اس کے تہہ تک پہنچنا مشکل بلکہ بعض اوقات ناممکن ہوتا ہے، اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ جبکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سیاق کا لحاظ نہ کرتے ہوئے مطلب اور معنی بالکل غلط بیان کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات متکلم کو کہنا پڑھتا ہے کہ میرا مطلب یہ نہیں

تھا۔ میری بات کو غلط لیا گیا ہے۔ ان تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی کلام کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اس کے سیاق اور سباق کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

سیاق قرآنی

سیاق قرآنی کی بہت بڑی اہمیت ہے، اس کی مثالیں ہمیں آپ ﷺ کے زمانہ سے لیکر صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی ملتی ہیں۔ اور بعد کے علماء نے بھی سیاق کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کی تفسیر اور ترجمہ کی ہے۔ اور اس کے متعلق کتابیں لکھیں ہیں۔

سیاق اور علمائے امت

حضرت امام شافعیؒ سیاق کا اثر اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کہ اہل عرب اپنی کلام کو شروع کرتے ہیں اور اس کا اول آخر کی وضاحت کرتا ہے اور آخر اول کی تفسیر کرتا ہے"۔[4]

امام الحرمین الجوینیؒ[5] معانی کا سیاق کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کہ اکثر معانی کا تعلق نظم اور سیاق کے سمجھنے سے تعلق رکھتا ہیں"۔

اور عز بن عبد السلامؒ[6] سیاق کی اہمیت اور اس کے اثار کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کہ سیاق کی ہی بدولت مجملات کی تبیین محتملات کی ترجیح اور واضح چیزوں کی تقریر ممکن ہوتا ہے۔ اور یہ سب عرف سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے جو بھی صفت سیاق مدح میں واقع ہو جائے تو وہ مدح کے لئے ہوگا، اگرچہ اس کا وضع ذم کے لئے ہوگا۔ اور ہر صفت جو سیاق ذم میں استعمال ہو جائے وہ ذم کا ہی معنی دے گا۔ اگرچہ اس کا وضع مدح کے لیے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو صفت مدح کے لئے وضع ہو اور سیاق ذم میں استعمال ہو جائے اس کا معنی ذم، استہزاء کا ہوگا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

"{ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ}"[7] یہاں عزیز الکریم کا معنی وہ نہیں ہے جو عام طور پر ہم کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں یہ ذلیل اور، رسوا، کے معنی میں ہیں۔ کیونکہ یہاں یہ ذلت والے معنی کے سیاق میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "{إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا}"[8]

یہاں سادتنا اور کبراءنا کا اپنا لفظی معنی مراد نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ ذم کے سیاق میں استعمال ہوئے ہیں۔ اسی طرح قوم شعیبؑ نے حضرت شعیبؑ سے کہا کہ {إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ}[9]،

یہاں اس کا معنی حلیم اور رشید نہیں ہے بلکہ جاہل اور بے وقوف کے ہیں کیونکہ یہ انکار کے سیاق میں واقع ہیں۔ واقع میں وہ لوگ حضرت شعیبؑ کو حلیم اور رشید نہیں سمجھتے تھے۔

علامہ ابن دقیق العیدؒ(10) سیاق اور قرائن کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یقنا قرائن اور سیاق متکلم کے مراد پر دلالت کرتے ہیں۔(11)

امام بغویؒ (12)-اہل علم کے لئے تاویل قرآن کی جواز کے شرائط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تاویل قرآن اس شرط پر جائز ہے کہ لغت میں اس کا احتمال ہو اور سیاق کا بھی موافق ہو اور کتاب وسنت کے بھی مخالف نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ سیاق قرآنی کسی آیت کی معانی محتملہ میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔(13)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کیفیتِ کشفِ معنی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آیت کے ماقبل اور آخر پر غور کرنے سے آپ معنی تک پہنچ جاؤگے۔ اور ماقبل اور مابعد جوکے سباق اور لحاق سے تعبیر ہوتے ہیں کو سیاق ہی کہتے ہیں۔ مزید تاکید کے لئے شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ تفسیر میں غلطی کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عام طور پر سیاق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ پس جو شخص قران میں غور کرتا ہے اور اس کے ماقبل اور آخر پر سوچتا ہے تو وہ قرآن کی مراد اور مقصد کو پہنچ جاتا ہے۔ اسطرح کسی قسم کے غلط راستے پر جانے سے بچ جاتا ہے۔

شیخ ولی اللہ دہلویؒ(14) فرماتے ہیں۔ کہ کسی منصف، عادل مفسر کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی آیت کی تشریح کرتے ہوئے باقاعدہ علمی موازنہ کرکے اس کو دو پہلوؤں سے دیکھنا چاہئے۔ ایک یہ کہ اس کو اہل عرب کے استعمال میں دیکھ لیں کہ کونسا طریقہ اور استعمال زیادہ قوی اور راجح ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے سیاق وسباق کو دیکھ، کر اندازہ لگانا چاہیے کہ کونسی صورت ان میں سے بہتر اور اولی ہے۔

ابن جزی کلبیؒ (15) وجوہ ترجیح تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی قول کو ترجیح دی جائے گی جب سیاق کلام اور اس کا ماقبل اور آخر اس کی صحت پر دلالت کر رہا ہو۔"(16)

شیخ محمد رشید رضاؒ فرماتے ہیں کہ دلالتِ سیاق معنی کی حقیقت تک پہچانے کا بہترین قرینہ ہے۔

حضورؐ اور سیاق

سیاق اس لئے بھی بہت اہم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی بعض اوقات سیاق کی روشنی میں آیات کی تفسیر کی ہے۔ چناچہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت "{وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ}"(17) کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ لوگ جو شراب پیتے تھے اور چوری کرتے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ "لا یابنت الصدیق، ولکنھم الذین یصلون، ویصومون، ویتصدقون، وھم یخافون ألا یقبل منھم" یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ "{أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ}"(18)

آپؐ نے فرمایا کہ یا بنت صدیق، آیت کا معنی وہ نہیں ہے جو آپ مراد لے رہی ہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو نماز پڑھتے، روزے رکھتے، اور صدقے خیرات کرتے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کو ان تمام اعمال کی عدم قبولیت کا بھی خوف لاحق ہوتا تھا۔

سیاق سے قطع نظر اگر اس آیت میں غور کیا جائے تو اس کے دو متضاد معنی سمجھ میں آتے ہیں ایک وہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے سمجھ لیا تھا کہ مراد اس سے وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اللہ کے ساتھ ملاقات کے دن سے، اور دوسرا وہ جو آپؐ نے سمجھ لیا تھا، کہ اس سے مراد وہ لوگ جو نیک اعمال کرتے ہیں اور وہ اللہ سے اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں انکے اعمال انکی کوتاہی اور کمزوری کی وجہ سے قبول نہ کئے جائیں۔

یہاں آپؐ نے اس معنی پر آیت کے مابعد سے یعنی سیاق سے استدلال کیا ہے۔ سیاق پر نظر اور غور کرنے سے یہی معنی سمجھ میں آتا ہے جو آپؐ نے مراد لیا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ سیاق کے معنی پر بڑا اثر ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں[19] کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ !

"{الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ}"[20]، تو یہ بات مسلمانوں پر بہت گراں گزری اور آپؐ سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا نہیں ہے۔ جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو۔ تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔ کیا آپ لوگوں نے لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "{يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ}"[21] یہاں بھی آپؐ نے سیاق کو مد نظر رکھتے ہوئے آیت کی وضاحت کی ہے۔ اور اس بات کی طرف صاف اشارہ کیا کہ ظلم کا اطلاق شرک پر ہوتا ہے۔ جس طرح لقمانؑ کی اپنے بیٹے کی نصیحت میں ظلم کا اطلاق شرک پر کیا گیا ہے۔

ایک دوسری جگہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے "کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے کسی عورت کا بوسہ لیا پھر آپؐ کے پاس آیا اور اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی،

"{وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ}"[22]

تو اس آدمی نے کہا کہ کیا یہ میرے لئے ہے، آپؐ نے فرمایا کہ میرے امت میں سے جس نے بھی اس پر عمل کیا اور ایک روایت میں للناس کافۃ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ یہاں آدمی نے آپؐ سے اس آیت کے حکم کا اس کے ساتھ خاص ہونے کا پوچھا کیونکہ یہ آیت اس کے سوال کے موقع پر نازل ہوئی، لیکن آپؐ نے سیاق قرآنی کا لحاظ کرتے ہوئے عموم حکم کا جواب دیا کیونکہ سیاق آیت عام ہے اس آدمی اور اس کے علاوہ تمام لوگوں کے شامل ہے۔

سیاق قرآنی عہد صحابہ میں

مفسرین صحابہ نے بھی سیاق قرآنی کا لحاظ کر کے نصوص قرآنی کی تشریح اور تفسیر کی ہے۔ جو کہ سیاق کی اہمیت پر ایک واضح دلیل ہے۔ مثلا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور کہا کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "{إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا}"[23] مطلب یہ ہے کہ کسی پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے آپ نے صحیح نہیں کہا، اگر یہ اس طرح ہوتا جس طرح آپ کہتے ہیں تو آیت اس طرح ہوتی کہ لاجناح علیہ أن لایتطوف بھما لیکن یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے، اسلام لانے سے پہلے یہ لوگ بتوں کی منتیں اور پوجا کرتے تھے، تو جو لوگ انکی منت کرلیتے تو ان کے لئے صفا اور مروہ پہاڑی کے مابین طواف کرنا مشکل ہوتا، اور وہ طواف نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا کہ یارسول اللہ ہم صفا اور مروہ پہاڑی کے مابین طواف نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "{إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ}" اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ طواف سنت قرار دیا تھا۔ لہذا کسی کے لئے اس کے چھوڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کا صاف انکار کیا جو اس نے آیت سے سمجھا کہ صفا اور مروہ کے مابین طواف ضروری نہیں ہے بلکہ چھوڑنا مباح ہے۔ کیونکہ مباح ہونے کی صورت میں تو طواف کے چھوڑنے پر گناہ نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن سیاق بالکل اس کے برعکس ہے اور اس نے صاف کہا کہ اگر آیت کا مطلب یہ ہوتا تو سیاق اسطرح ہوتا کہ "فلاجناح علیہ أن لا یطوف بھما"، یہاں اس مثال سے معنی کا سیاق کے ساتھ ربط کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچا کہ اے امیر المؤمنین کیا آپ دیکھتے ہیں اللہ تعالی کے اس قول کو کہ فرماتے ہیں کہ "{وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا}"[24] اور یہ کفار ہمارے ساتھ لڑتے ہیں اور کبھی ہم پر غالب بھی آتے ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ قریب آجاؤ اور پھر یہ آیت پیچھے سے مکمل تلاوت فرمائی "{فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا}"[25] اس میں صاف قیامت کی بات ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کا ہرگز کوئی راستہ نہیں رکھے گا۔

یہاں صاف ظاہر ہے کہ سائل نے یہ آیت مطلق محمول کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو اشکال ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے آیت کی سیاق میں ایک جز کا خیال نہیں رکھا جس کی وجہ سے اس کو اشکال ہو گیا اور آیت کا معنی غلط سمجھنے لگا۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اور اس نے سیاق آیت سے استدلال کرتے ہوئے معنی آیت کی وضاحت کی۔

سیاق کا معانی قرآن پر اثر

قرآن کریم میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں سیاق کی مدد سے کسی مشترک کے کئی معنوں میں ایک معنی کو ترجیح دی جاتی ہے کہیں کسی مجمل کی تفصیل کی گئی ہے۔ جبکہ کہیں کسی لفظ کے معنی میں ابہام کو دور کرتا ہے۔ مثلا

"{واذكُروا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُوداتٍ}"(26)

اس آیت میں ایام معدودات سے کیا مراد ہے اس کے حوالے سے علماء نے کئی معانی بیان کئے ہیں مثلا ایام نحر، ایام تشریق، ذی الحجہ کا اول عشرہ، لیکن یہاں اس سے مراد ایام تشریق ہیں جس پر سیاق آیت دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ {فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ} اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں ایام سے ایام تشریق اور منیٰ میں قیام کے دن مراد ہیں۔ منیٰ میں اگرچہ تین دن قیام کرنا سنت ہے، اور اس دوران جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔ البتہ 12 تاریخ کے بعد منیٰ سے چلا جانا جائز ہے۔ 13 تاریخ تک رکنا ضروری نہیں۔ یہاں سیاق کی بدولت آیت کا معنی متعین ہو گیا۔

"{اللّٰهُ نُورُ السَّماواتِ وَالْأَرْضِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشاءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثالَ لِلنّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ}"(27)

یہاں آیت میں نور کا لفظ آیا ہے، جس کے مختلف معنی کئے گئے ہیں، لیکن سیاق سے اس کا معنی متعین ہو جاتا ہے۔ نور کا معنی یہاں ہدایت ہے جس پر آیت کا سیاق بھی دلالت کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ {يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشاءُ}

یہاں اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ نور سے مراد یہاں ہدایت ہے۔ تو سیاق آیت سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نور سے مراد ہدایت ہے۔

"{فَلَمّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قالَ يا بُنَيَّ إِنِّي أَرى فِي الْمَنامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ ماذا تَرى قالَ يا أَبَتِ افْعَلْ ما تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّابِرِينَ}"(28)

اسیطرح مذکورہ آیت کے مصداق میں علماء کا اختلاف ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہے یا اسحاقؑ ہے۔ سیاق آیت سے پتہ چلتاہے کہ یہاں اس سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے بشارت دی اور فرمایا کہ { فبشر ناہ بغلام حلیم [29]} یہاں حلیم سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہے۔ چونکہ اس کے ذبح ہونے کی بات ہورہی ہے اس لئے اس کے ساتھ حلم مناسب ہے۔ اس کے بعد حضرت اسحاقؑ کی بات ہورہی ہے فرماتے ہیں کہ "{ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ [30]}" وقال تعالی "{ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ [31]}"، یہاں حضرت اسحاقؑ کی بشارت دی جارہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یعقوبؑ کی بھی بشارت دی جارہی ہے۔ اس سے پتہ چلتاہے کہ ذبیح حضرت اسحاقؑ نہیں ہے کیونکہ اگر وہ ذبیح ہوتے تو اس کے ساتھ یعقوبؑ کی بشارت نہ دی جاتی۔ کیونکہ بشارت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے آگے اس کی نسل بڑھے گی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بڑا ہونا ہے تو پھر بچپن میں اس کو ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

ترجیح بعض اقوال تفسیریہ

سیاق کی مدد سے ہم مختلف تفسیری اقوال میں سے ایک دوسرے کو ترجیح بھی دے سکتے ہیں۔ مثلا علماء کے ہاں ذبیح ابراہیمؑ میں اختلاف ہے۔ حتی کے صحابہ میں بھی اختلاف رہاہے حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس، معاویہ بن سفیان، اور تابعین میں سے ابن مسیب، شعبی، علقمہ، مجاہد، الکلبی، ربیع بن انس، محمد بن کعب القریظی، احمد بن حنبل، کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہیں [32] جبکہ بعض کے ہاں اس سے مراد حضرت اسحاقؑ ہیں۔ اگر قرآن کریم کی آیات میں غور کیا جائے تو سیاق قرآن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اس سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ علامہ ابن عاشور نے کئی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ سیاق قرآنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ پہلا دلیل یہ ہے کہ قرآن نے حضرت اسماعیلؑ کے لئے حلیم کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ ذبحہ ہونے جیسے امتحان کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ اور یہی بچہ ہے جس کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی اور اس کے قصے کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ذبحہ کے قصے کو ذکر کیا اور پھر اس کے بعد حضرت اسحاقؑ کا ذکر کرکے اس کی خوش خبری دی گئی ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسحاقؑ کی خوشخبری دیتے ہوئے اس کی اولاد یعقوبؑ کا بھی ذکر کیا ہے (فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ) [33] جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بڑا ہونا ہے اور اس کی اولاد میں سے یعقوبؑ بھی پیدا ہوگا۔ اس صورت میں ابراہیمؑ کا امتحان اگر حضرت اسحاقؑ کے ذبح کے ساتھ لینا تھا، تو یہ ایک حقیقی امتحان نہیں

ہو گا، بلکہ ایک امتحان صوری ہو گا، کیونکہ اس کو یقین ہے، کہ اسحاقؑ نے بڑا ہونا ہے اور اس کی اولاد بھی ہو گی۔ اس لئے آیات کے سیاق سے یہ سمجھنا مشکل نہیں، کہ ابراہیمؑ کے ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہیں۔

اسیطرح سیاق ضمائر کے مرجع کے تعین میں بھی بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مثلا سورۃ واقعہ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ (فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ)[34] یہاں بلغت کی ضمیر کا تعین آیت کے سیاق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ ما قبل میں اس طرح کی کوئی علامت نہیں ہے۔ اسیطرح سورۃ قیامہ کی آیت (كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ[35]) میں بھی سیاق کی مدد سے بلغت کی ضمیر کا تعین ہو سکتا ہے۔ جو نفس کی طرف راجع ہے۔

ترجیح بین مکی و مدنی

اسی طرح بہت سی مقامات پر جب کسی سورۃ کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہوتا ہے تو سیاق کی مدد سے وہاں مکی اور مدنی کا فرق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مکی آیات میں عام طور پر توحید، رسالت اور بنیادی عقائد کا بیان ہوتا ہے جبکہ مدنی آیات میں جہاد اور قتال کا ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح سیاست مدن اور حکومت کے حوالے سے احکام مدنی صورتوں میں بیان کئے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورہ حج میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

"(إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ)"[36].

اس آیت کے مدنیت پر سیاق سے استدلال کرتے ہوئے صاحب تفسیر بحر العلوم فرماتے ہیں[37] کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ آپ ﷺ جب اپنے صحابہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ روانہ ہوئے تو مشرکین مکہ نے ان کو روک کر عمرہ سے منع کیا۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ جس میں اللہ تعالی مسجد حرام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

(جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ) کہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے برابر ہے خواہ وہ مقیم ہو یا باہر سے آنے والا ہو۔ یہاں سیاق کی مدد سے آیت کا مدنی ہونا متعین ہو گیا ہے۔

اسی طرح مختلف مقامات پر سیاق کی مدد سے ہم معنی اور تفسیر کا تعین کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مفسرین سیاق کا لحاظ کرتے ہوئے آیات کا معنی اور تفسیر کرتے ہیں۔

نتائج البحث

یہ بحث اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ سیاق کی خصوصا سیاق قرآنی کی بہت اہمیت ہے۔ جس کا اندازہ بحث میں مذکور عھد نبوی ﷺ، عھد صحابہ اور عھد تابعین سے لے گئی کچھ مثالوں سے پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر دور میں علماء اور مفسرین نے سیاق کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اس طرح علماء متقدمین اور متاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ سیاق کے بغیر قرآن کو سمجھنا صرف یہ نہیں کہ مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔

اس تحقیق سے اس بات کا بھی پتہ چلاہے کہ سیاق کے بغیر قرآن کا ترجمہ اور تفسیر ممکن ہی نہیں ہے۔ لہذا اس وجہ سے ہر وہ شخص جو اس میدان میں قدم رکھنا چاہتاہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت سیاق کا ضرور خیال رکھیں۔ اگر کسی جگہ کوئی تفسیر سیاق کے موافق نہ ہو تو اس کو ترک کیا جائے۔

سفارشات وتجاویز

اس تحقیقی مقالہ کے توسط سے چند اہم سفارشات اور تجاویز درج ذیل ہیں۔

1۔ ہمیں سیاق کے حوالے تمام شائقین علوم قرآنیہ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ اور ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینا چاہئے کہ سیاق کے بغیر ترجمہ اور تفسیر صحیح طرح ممکن نہیں ہے۔

2۔ تعلیمی اداروں اس کے حوالے نصاب میں مواد شامل کرلئے جائیں تا کہ اس کا شعور اور اہمیت عمومی طور پر لوگوں کے ذہن میں بیٹھ جائے۔

3۔ اس کے حوالے سے سیمینارز اور کانفرنسز منعقد کئے جائیں۔ تا کہ اس کے حوالے سے ہر پہلو سامنے آجائے، اور لوگوں کے آسان ہو جائے۔

4۔ ایسی موضوعات پر بحث اور تحقیق کی جائے جس کی وجہ سے قرآنی علوم کے حوالے سے یہ کمی پوری ہو جائے۔

5۔ میڈیا پر بھی اس کے حوالے سے آگاہی مہم چلائی جائے تا کہ لوگ سیاق کی اہمیت کو سمجھ کر قرآن کی خدمت کرنے کے قابل ہو جائے، اور ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

حواشی و حوالہ جات

(1): مجد الدین مبارک الجزری المعروف بابن الاثیر 544ھ: النهاية في غريب الحديث والأثر، دار إحياء الكتب العربية لعیسی البابی الحلبي : 1383 ? ـ 1963?.

Majd al-Dīn Mubārak al-Jazarī, known as Ibn al-Athīr 544 A.H.: Al-Nihāya fī Gharīb ḥadīth wal Athar, Dār Iḥyā' Al-turāth al-'Arabī by Isā Al-Bābī Al-ḥalabī: 1383 A.H. 1963 A.D.

(2): زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد الزمخشري الخوارزمي الحنفي،: اساس البلاغۃ۔ جار اللہ لقب ہے کیونکہ مکہ میں کافی عرصے تک رہے، ولادت؛ 467ھ، تفسیر، لغت، نحو، بلاغۃ اور ادب کے امام ہیں، ہر فن میں دسترس رکھتے تھے، اعتقاداً معتزلی تھے، باقاعدہ اپنے مذہب اعتزال کی طرف دعوت دیتے تھے، اور اپنے کلام میں اپنے اعتزالیات کو بیان کرتے تھے ان کے مشہور تصنیفات میں، الکشاف تفسیر میں، اور، فائق فی غریب الحدیث اور اساس البلاغۃ، لغت میں تصنیف کی ہیں۔ علم نحو میں المفصل اور اصول میں المنہاج اور فقہ میں رؤوس المسائل تصنیف کی ہیں۔ وفات؛ 538۔

Zamakhshari, Abu al-Qāsim Mahmoud bin Omar bin Muhammad al-Zamakhshari al-Khwarizmi al-Hanafi, the basis of the rhetoric

(3): السیاق القرآنی وأثرہ فی تفسیر، المدرسہ العقلیہ الحدیثۃ ص22، پی ایچ ڈی مقالہ ہے، جامعہ ام القری میں غیر مطبوع ہے

Al-Siyāq al-Qurānī wa asaruhū fī al-Tafsīr, Al-Madrasa Al-Aqliya Al-Hadītha,PhD thesis, p. 22 ,Umm al-Qura University unpublished.

(4) امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن إدریس المطلبی القرشی المکی، رسالہ، محقق احمد شاکر، ناشر: مکتبہ الحلبی، مصر، 1358ھ/1940م

Imam Shāfi'ī Abu Abdullah Muḥammad bin Idrīs Al-Muttalabī Al-Qurashī Al-Makkī, Risāla, Investigator Ahmed Shākir, publisher: Al-Halabī Library, Egypt, 1358 AH / 1940 AD

(5): امام الحرمین ضیاء الدین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی ثم النیشاپوری الشافعی، ولادت: ۴۱۹ھ، شافعی مذھب کے بڑے امام تھے، اصولی، ادیب، اور واعظ تھے، اشاعرہ کے اکابر علماء میں سے تھے۔ اور امام ذھبی نے کہا ہے کہ عمر کے آخری ایام میں انہوں نے اپنے اسلاف کی مذھب کی طرف رجوع کیا تھا۔ آخری عمر میں مکہ میں رہائش پذیر ہوئے اور 478ھ میں فوت ہوئے۔

Imām al-ḥaramain, Diā' al-Dīn Abu al-M'āli, Abd al-Malik bin Abdullah bin Yusuf al-Juwaynī, then al-Nishapūrī al-Shāfi'ī, Born in; 419 A.H., Shāfi'ī school of thought, Imam, fundamentalist, writer, preacher, poet, greatest scholar.

(6): عز الدین ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام بن ابی القاسم بن الحسن السلمی الدمشقی ثم المصری الشافعی، وہ سلطان العلماء کے نام سے مشہور تھے۔ ولادت؛ 577 یا 578 ہے، اس نے درس، اور افتاء کے ساتھ ساتھ تصنیفات بھی کیں اور اجتھاد کے درجے تک پہنچ چکے تھے۔، اور قاضی ہونے کا شرف بھی حاصل کیا، اور کئی کتابیں بھی لکھیں۔ اور 660ھ میں وفات پائی۔

Izz al-Din Abu Muhammad Abd al-Aziz ibn Abd al-Salām ibn Abi al-Qasim ibn al-Hasan al-Sulamī al-Dimashqī, then al-Maṣrī al-Shafi'ī, and famous as Sultan ul Ulamā. Born 577 or 578.

(7): سورۃ الدخان: 49.

Surat Al-Dukhān: 49

(8): سورۃ الأحزاب: جزء من الایۃ: 67.

Surat Al-Aḥzāb: Part of the verse: 67.

(9): سورۃ ھود: جزء من الآیۃ 87.

Surat Hūd: part of verse 87

(10): ابن دقیق العید محمد بن علی بن وھب بن مطیع، ابو الفتح تقی الدین القشیری قاضی بھی تھے اور اکابر علماء اصول میں سے تھے مجتھد بھی تھے ان کے باپ اصل میں منفلوط (مصر) سے تھے وہاں سے قوص منتقل ہوئے وہاں ان کے ہاں ینبع میں ساحل سمندر پر صاحب الترجمہ پیدا ہوئے اور وہاں بڑے ہوئے اور دمشق اور اسکندریہ اور پھر قاہرہ میں علم حاصل کیا اس کے بعد

695 مصر میں قاضی بن گئے۔ اور یہاں ہی رہے حتی کہ قاہرہ میں وفات ہوگئے، کئی تصانیف ہیں جن میں (؟ حكا؟

؟لأحكا؟ - ؟) ، • (؟لإلما؟ بأحا؟يث ؟لأحكا؟ - ؟) منقول از: «الأعلام» للزركلي، ج:6، ص:283.

Al-A'lām by Al-Zarkalī, part: 6, p.: 283

(11): تقي الدين بوالفتح محمد بن علی بن وھب بن مطیع القشیری المعروف بابن دقیق العید، ناشر: طبع السنۃ المحمدیہ: إحکام الإحکام شرح عمدۃ الأحکام:

Al-A'lām by Al-Zarkalī, part: 6, p.: 283

(12): محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد الفراء البغوی الشافعی، اور، رکن الدین اور ابن الفراء یا الفراء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ تفسیر حدیث، اور فقہ میں خود امام تھے۔ اور سلف کے طریقے پر چلنے والے تھے۔ اور بڑے قناعت والے متقی تھے ، اور بلا وضو کبھی بھی درس نہیں دیتے تھے، اللہ تعالی نے ان کی اخلاص نیت کی وجہ سے ان کی تصانیف میں اور قبولیت می برکت عطا کی تھی۔ ان کے تصانیف میں سے معالم التنزیل تفسیر میں، اور شرح السنۃ، المصابیح، الجمع بین الصحیحین اور التھذیب فی الفقۃ وغیرہ جیسی کتابیں مشہور ہیں۔ اور اسی سال سے اوپر 516 ھجری میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء (19/439)، وفیات الأعیان (2/136) طبقات لمفسرین للسیوطي ص:38.

Siar A'lām Al-Nubalā' (19/439), Wafayāt ul A'yān (2/136), Tabaqāt by Mufassir Al-Suyūtī, p 38.

(13): مقدمہ معالم التنزیل، تفسیر البغوی ص:2، عبداللہ بن احمد بن علي الزید، ناشر: دار السلام للنشر والتوزیع – ریاض، طبع اول، 1416ھ۔

Muqaddima M'ālim al-Tanzīl, Tafsīr Al-Baghawī, p. 2, Abdullah bin Aḥmed bin 'Ali Al-Zaid, publisher: Dār Al-Salām for Publishing and Distribution - Riyadh, first edition, 1416 AH.

(14): امام ولی اللہ ابو عبد العزیز احمد بن عبد الرحیم الفاروقی الدھلوی الھندی، حنفی مذھب اور بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ ہندستان میں 1110ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے اہم تصانیف میں سے الفوز الکبیر في اصول التفسیر، وحجۃ اللہ البالغۃ، وشرح

تراجم ابواب البخاری، وغیرہ ہیں آپؒ 1176ھ میں اس دار فانی سے چلے گئے۔ ابجد العلوم (صدیق حسن خان) (241/3)، الاعلام (149/1).

Abjad Al-ʿUlūm (Ṣiddīq ḥasan Khān) (3/241), Al-A'lām (1/149).

(15): ابو القاسم محمد بن احمد بن محمد بن جزیئ الکلبی الغرناطی المالکی، حافظ مفسر فقیہ، اصولی، ادیب، اور مختلف علوم اور فنون کے امام ہیں۔ کئی فنون میں کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جیسے، التسھیل لعلوم التنزیل، المختصر البارع فی قراءۃ نافع، اصول القراء الستۃ غیر نافع، القوانین الفقھیہ فی تلخیص مذھب المالکیہ، تقریب الوصول الی علم الاصول، وغیرہ، 741ھ کے ایک واقعے میں شھید ہوگئے تھے۔ غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء لابن الجزری (83/2)، الدرر الکامنۃ (88/5)، طبقات المفسرین للداودی (85/2).

Ghāyatun Nihāya fi Tabaqāt al-Qurrā' by Ibn Al-Jazarī (2/83), Al-Durar Al-Kāminah (88/5) Tabaqāt ul Mufassirīn of Al-Dāwūdī (2/85).

(16): التسھیل لعلوم التنزیل (9/1).

Al-Tashīl li ʿUlūm al-Tanzīl (1/9).

(17): سورۃ المؤمنون: 60:. بحر العلوم ص 523 ج 2

Surat Al-Muminūn: 60: Baḥr Al-ʿUlūm, p. 523, part 2

(18): سورۃ المؤمنون: 61. بحر العلوم ص 524 ج 2

Surat Al-Muminūn: 61. Baḥr Al-ʿUlūm pg. 524, part 2

(19): رواہ البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ (?لَقَدْ ?تَيْنَا لُقْمَا??لْحِكْمَةَ??? شْكُرْ لِله) . لقمان: 12. رقم: 3429. ومسلم فی کتاب الایمان، باب صدق الایمان واخلاصہ، رقم: 242.

Narrated by Al-Bukharī in the Book of Hadiths of the Prophets, chapter on God's Saying (And We have given Luqmān the Wisdom to give thanks to God). Luqmān: 12. No.: 3429. And Muslim in the Book of Faith, Chapter: Sidq ul Imān wa Ikhlasihī 24.

[20]:سورۃ الانعام: آیۃ:82بحر العلوم ص463ج1

Surat Al-An'am: Verse 82: Baḥr Al-ʿUlūm, pg. 463, part 1

(21):سورۃ لقمان: جزء من الآیۃ:13: بحر العلوم ص21ج3

Surat Luqman: Part of the verse 13: Bahr Al-ʿUlūm p. 21, part 3

(22):سورہ ھود:11. بحر العلوم ص140ج2

Surah Hud: 11. Bahr Al-ʾUl ūm p. 140, part 2

(23):البقرۃ: جزء من آیۃ15. بحر العلوم ص29ج1

Al-Baqarah: Part of verse 15. Baḥr Al-ʾUlūm pg. 29 vol.1

(24):سورۃ النساء:141.: بحر العلوم ص349ج1

Surat An-Nisāʾ: 141.: Baḥr Al-ʾUlūm pg. 349, part 1

(25):سورۃ النساء:141

Surah An-Nisā: 141

(26):سورۃ البقرۃ:203

Surat Al-Baqarah: 203

(27)سورۃ النور:35

Surat An-Nūr: 35

(28):سورۃ الصافات: آیۃ102

Surah As-ṣāffāt: Verse 102

29)سورۃ الصافات آیۃ101

Surah As-ṣāffāt verse 101

30 :سورۃ الحجر53

Surah Al-ḥijr 53

[31]: ھود 71

Hūd 71

[32]: التحریر والتنویر

Al-Taḥrīr wa Al-Tanvīr

[33]: سورۃ ھود آیت 71

Surah Hūd verse 71

[34]: سورۃ واقعہ آیت 83

Surah Al-Wāqi'ah verse 83

[35]: سورۃ القیامہ

Surah Al-Qiyāmah

(36): سورۃ الحج: 25.

Surat Al-ḥajj: 25.

[37]: بحر العلوم ص: 390 ج 2 طبع: دار لکتب العلمیۃ بیروت

Bahr al-'Ulūm, p. 390, c. 2, printed by: Dar al-Kutub al-'Ilmiyya, Beirūt.